مسلمانو! بتاؤ تمہیں اپنی خبر کچھ ہے؟

ابوالنعمان بن ابی عبدالرحمن

ہم آج ایسے دورِ خزاں سے گزر رہے ہیں کہ جس دور میں نہ کتاب اللہ کا پاس ہے نہ سنت رسولؐ کا احترام' نہ بڑوں کا ادب ہے اور چھوٹوں پر شفقت اور ؎

پیاروں میں محبت نہ یاروں میں وفاء ہے

ہم ایسے معاشرے میں رہائش پذیر ہیں جس پر ارشاد باری تعالیٰ صادق آتا ہے:

ولقد صدق علیھم ابلیس ظنه فاتبعوه الا قلیلاً من المومنین۔

کہ جب شیطان کو فرشتوں کے ساتھ سجدے کا حکم ہوا تو اس نے رب العزت کو نفی میں جواب دیا تو خالق کائنات کے غضب کو جوش آیا۔

کہا میری اطاعت میں اپنی زندگی بسر کرنے والے میرا حکم ماننے کا دعویٰ کرنے والے میں تجھے حکم دیتا ہوں مان کیوں نہیں رہا۔ کہنے لگا پہلے تیری ذات کا معاملہ تھا اب تو نے ایسے شخص کو سجدے کا حکم دیا ہے جو کسی طرح بھی مجھ سے افضل نہیں ہے:

خلقتنی من نار و خلقته من طین۔

فرمایا اچھا تو یہ بات ہے میری تقسیم میں حصہ دار بننا چاہتا ہے تجھے میرے حکم کا کوئی پاس نہیں۔ تو نے انکار کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ حکم دینے والا کون ہے۔ اب جا تیرا کوئی عمل بھی میرے ہاں قابل قبول نہیں۔ اس انکار نے تیرے سلسلہ اعمال کو برباد کر دیا۔ اب تو میرے سامنے کھڑا ہونے کے لائق نہیں رہا۔ میرے دربار سے نکل جا!

شیطان نے صرف اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی۔ اس کو دربار عالی سے نکال دیا گیا۔ وہ ابلیس جو اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ اس کو مقام ملائکہ حاصل تھا وہ صرف ایک نافرمانی کرنے تو اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے اور ہم کوئی لمحہ نہیں کہ نافرمانی نہ کریں ہم پھر بھی محبوب خدا اور اشرف المخلوقات۔ اگر اشرف المخلوقات بننا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اشرفوں والے کام بھی کریں۔ آج ہم ذلیل و رسواہو رہے ہیں در در کے دھکے کھا رہے ہیں۔ غلامی سے ہم آزاد نہیں' قرضوں کا بوجھ ہمارے سروں کو اٹھنے نہیں دیتا' غریب و افلاس کا ہم شکار ہیں' مذہب اسلام سے ہم دور ہیں' ہم کیسے اشرف المخلوقات بن سکتے ہیں۔

> کوئی دور تھا جب مسلمان اپنی زکوٰۃ لے کر بازار نکلتا تھا اس سے لینے والا کوئی نہ ہوتا تھا مگر افسوس آج مسلمان یہود و نصاریٰ کے دروازوں پر دستک دے رہا ہیں۔

خدا کی قسم وہ دور یاد آتا ہے جب ایک مسلمان اپنی زکوٰۃ لے کر بازار میں نکلتا تھا تو اس سے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ اب دل سے آواز نکلتی ہے کہ اے مسلمانو! ؎

تمہیں معلوم ہے کچھ رہ گئے ہو کیا سے کیا ہو کر
کدھر آ نکلے ہو راہ ترقی سے جدا ہو کر
تمہاری عزتیں تھیں اوج تھا رتبہ تھا شانیں تھیں
تمہاری بات تھی احکام تھے کہنا تھا آنیں تھیں
تمہارے ذکر میں سرگرم دنیا کی زبانیں تھیں
تمہیں تو تھے زمانے میں تمہاری داستانیں تھیں

لیکن اب یہ چیزیں کیوں نہیں ہیں ہم سے کیوں چھن گئی' ہم کنگال اور یتیم کیوں ہو گئے؟ اس کا صرف ایک ہی جواب ملتا ہے وہ یہ کہ دین سے دوری' موت سے ڈر' اللہ سے بے خوفی اور مال و دولت سے محبت۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

اور ہم سے تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے:

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔

یہ چیزیں یہ حکومت یہ سرداری غلامی سے آزادی ہمیں اس لئے نہیں مل رہی کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہیں۔ ورنہ تم اپنی حق پرستی سے دبا لیتے تھے دنیا کو خدا کے سامنے جھک کر جھکا دیتے تھے اعداء کو تمہاری تو یہ حالت تھی۔

مسلمانو! اٹھو، بیدار ہو جاؤ۔ اب بھی اپنا رابتہ و مقصد تلاش کرو۔ جو قومیں محنت و تگ و دو کرتی ہیں ان کو ان کے راستے مل ہی جاتے ہیں اگر آج بھی ہم نے سستی کا مظاہرہ کیا تو خدا کی قسم شیطان ابلیس نے یہ عزم کر رکھا ہے۔

لا تخذن من عبادك نصیباً مفروضا۔ او۔ لا قعدن لھم صراطک المستقیم ولا تجد اکثرھم شاکرین۔

ایک جگہ پر فرمایا:

لا زینن لھم فی الارض ولا غوینھم اجمعین۔

اور پھر باری تعالیٰ کو مخاطب ہو کر کہتا ہے:

قال ارء یتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لا حتنکن ذریتہ الا قلیلا۔

اس کے ان پروگراموں کو سننے کے بعد احکم الحاکمین رب العالمین کیا جواب دیتے ہیں۔ فرمایا:

اذھب فمن تبعک منھم فان جھنم جزاء کم جزاء اموفورا۔

بھائیو! آج بھی ہم دیکھیں کہ جنہوں نے شیطان کی بات مانی اور اس کے خطوات پر پاؤں رکھے وہ ذلیل و خوار ہوئے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بات کو دل سے تسلیم کیا اور عمل کیا وہ عزت سے آشنا ہوئے۔

ایک واقعہ یاد آرہا ہے کہ:

امیر وقت ایک عالم سے پوچھتا ہے۔

مکہ، مدینہ، بصرہ، کوفہ، شام، مصر اور دوسری ریاستوں پر گورنر کون ہیں تو جواب ملتا ہے کہ وہ لوگ ہیں جو زمانہ جاہلیت میں غلام تھے۔

آہ! ان کو یہ بادشاہت کس نے دی ان کو محکومیت سے حاکم کس نے بنا دیا۔ کون سی چیز تھی جس نے ان کو گدا سے شاہ بنا دیا، فقیر سے امیر بنا دیا، جاہل سے عالم بنا دیا۔

صرف یہی تھی کہ جب ان کو کہا گیا کہ قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون تملکوا العرب و العجم۔ غلاموں نے مان لیا اور سرداروں نے ٹھکرا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تاج سرداری غلاموں کے سروں پر سجا دیا۔ سبحان اللہ

قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدك الخیر انک علی کل شئی قدیر۔

آخر میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ہم اب بھی سمجھ جائیں اور کتاب و سنت کی طرف آجائیں تو آج بھی اللہ کی رحمت ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی ورنہ ذلت و خواری تو پہلے ہی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔

سلطان صلاح الدین اور اسکا بھائی قاضی کے حضور میں

فاتح بیت المقدس جس نے تمام عیسائی طاقتوں کی مجتمع فوج کو شکست دی تھی نظام اسلام کے سامنے بالکل بے بس نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ اس کے نہایت عزیز چچا زاد بھائی تقی الدین پر کسی نے دعویٰ کیا باوجود بادشاہ کا عزیز ہونے کے تقی الدین ایک مدعیٰ علیہ کی طرح عدالت میں طلب کیا گیا۔ مدعیٰ کے مقابل میں کھڑا کر کے اس کے حلفی بیانات لیے گئے اور شریعت کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔ اسی طرح ایک تاجر عمر خلاطی نے خود سلطان پر دعویٰ کی کہ اس کا ایک غلام سلطان میں قبضہ میں آکر مر گیا ہے۔ اس کے پاس بہت سی دولت تھی جو میرا حق ہے۔ سلطان نے اس کا دعویٰ باقاعدہ سماعت کرنے کا حکم دیا جب مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا تو سلطان خود مدعی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا مقدمہ میں حسب دستور کاروائی ہوئی مگر مدعی کا دعویٰ ثابت نہ ہوا اور اسے اپنی جھوٹی کوشش پر بڑی شرمندگی ہوئی۔ بادشاہ نے اس کی ندامت مٹانے کیلئے اپنے پاس سے اسے کچھ رقم دے دی۔